(۱۴)

اپنے نفسوں کو قربان کردو اور آستانۂ الٰہی پر گر جاؤ

(فرمودہ ۵؍اپریل ۱۹۳۵ء)

تشہّد ، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میری تحریک کے مطابق تین روزے ہو چکے ہیں اور اب یہ چوتھے روزہ یعنی وسطی روزہ کا ہفتہ گزر رہا ہے گویا وہ تحریک چند روز میں اپنے شباب کو پہنچنے والی ہے۔ یہ سات روزے جو ہماری جماعت کے دوست ہندوستان میں بھی اور باہر بھی رکھیں گے، مَیں یقین کرتا ہوں کہ اصلاحِ حالات میں مدد ہوں گے اور ان لوگوں کے شر کو دور کرنے کا موجب ہوں گے جن کو سلسلہ کی مخالفت کے سِوا آج کل کوئی اور شغل ہی نہیں ہے مگر ہمارے دوستوں کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ان سات روزوں کے ساتھ وہ سارے شرور سے بچ جائیں گے بلکہ یہ ایک چِلّہ دعاؤں کا ہے اور نہ معلوم ایسے کتنے چلّے اور ہمیں اختیار کرنے پڑیں گے۔ ہمارے دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی اصل غرض ہماری جماعت کے قیام سے یہ ہے کہ ایک مصفّٰی اور پاکیزہ جماعت دنیا میں قائم ہو اور سونے کو صاف کرنے کے لئے کٹھالی میں ڈالنا ضروری ہوتا ہے۔

پس یہ ابتلاء ہماری اصلاح کے لئے ہیں اور ہمیں صحیح راستے پر قائم کرنے کیلئے ہیں جس پر چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہم میں سے ابھی بہت ہیں جو اصلاحوں کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو یا تو جماعت سے نکال دے اور یا پھر ان کی اصلاح کر دے۔ خدا تعالیٰ جماعت کو ایسے مقام پر لے جانا چاہتا ہے جس پر اسے دیکھ کر اپنے اور غیر

سارے ہی تعریف کریں۔ کیا چھوٹا سا کیڑا انسان کے نطفہ میں ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ظلمات میں سے گزارتا ہے جیسا کہ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وہ کئی ظلمات میں سے گزر کر کتنا خوبصورت بچہ ہو جاتا ہے۔[1] نطفہ سے انسان کتنا گھن کھاتا ہے لیکن بچہ کو ماں باپ اور دوسرے رشتہ دار کتنا پیار کرتے ہیں سو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جماعت ظلمتوں سے گزرے تا اس کی اصلاح ہو جائے وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ مختلف فتنوں سے گزرتے ہوئے بھی ہم کس طرح راستی پر قائم رہتے ہیں اور اپنے کام کو نہیں بھولتے اس وجہ سے فتنہ کے بعد فتنہ آتا ہے ایک حرکت احرار کی طرف سے ہو جاتی ہے وہ دبتی ہے اور دوست سمجھتے ہیں کہ نجات ہوگئی اور معاً ایک حرکت مقامی حکام کر دیتے ہیں اس کا اثر ابھی ہوتا ہے کہ پھر احرار کی طرف سے دوسری حرکت ہو جاتی ہے گویا احرار اور مقامی حکام ایک ہی ٹیم کے دو وِنگ ہیں ایک لیفٹ اور ایک رائٹ۔ کبھی لیفٹ وِنگ والے فٹ بال ہمارے گول کی طرف لاتے ہیں ہم انہیں روکتے ہیں تو وہ بال کو جَھٹ پاس کر کے رائٹ ونگ والوں کی طرف پاس کر دیتے ہیں پھر وہ کوشش کرتے ہیں کہ گول ہو جائے اور ہم جب ان کے حملہ کو روکتے ہیں تو وہ ٹیم کے دوسرے حصہ کی طرف بال بھیج دیتے ہیں۔ اِس وقت ہماری حالت اس ٹیم کی ہے جو سارا زور گول کو بچانے میں خرچ کر رہی ہوتی ہے ہم جب ایک طرف کے حملہ کو روکتے ہیں تو دوسری طرف سے ہو جاتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ احرار اور مقامی حکام ایک ہی ٹیم کے دو وِنگ ہیں۔ جب ایک وِنگ پر زور پڑتا ہے تو وہ بال کو دوسری طرف بھیج دیتے ہیں احرار تو احرار ہی ہیں ان کا کیا کہنا حکومت کے جو افراد اِن کی ٹیم میں شامل ہیں ان پر اُور بے شک نگران ہیں پنجاب کی حکومت، ہندوستان کی حکومت اور پھر انگلستان میں حکومت ہے۔ جب ان کی طرف سے کوئی حرکت ہوتی ہے تو دوستوں کی نگاہ قدرتی طور پر بالا افسروں کی طرف اُٹھتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ احرار کو تو کوئی روکنے والا نہیں۔ حکامِ ضلع گورداسپور جو کارروائیاں کرتے ہیں ان پر حکومت پنجاب ضرور ایکشن لے گی اور اس لئے ان کی طرف سے کسی ایسی حرکت پر ساری جماعت کی نگاہیں لاہور کی طرف اُٹھتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اوپر اور افسر ہیں ان کو ہم سے کوئی ضد نہیں اس لئے وہ ضرور انصاف کریں گے لیکن جسے یہ خلافِ آئین حرکت سمجھتے تھے جب اس کی گونج لاہور پہنچتی ہے اور وہاں سے بھی کوئی حرکت نہیں ہوتی تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ساری گورنمنٹ ہی ہمارے خلاف ہے مگر

اس خیال سے پھر انہیں تسلی ہو جاتی ہے کہ ممکن ہے معاملہ ان پر واضح نہ ہؤا ہو اور ان کو معاملات غلط پہنچائے گئے ہوں اس خیال سے پھر ان کے دل میں امید پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر جب حق کھلے گا تو وہ ضرور دخل دیں گے یہاں تک کہ پھر ایک نیا واقعہ ہوتا ہے اور ان کی نگاہیں پھر لاہور کی طرف اُٹھتی ہیں مگر پھر صدائے برنخواست والا معاملہ ہوتا ہے جیسا کہ گذشتہ چھ ماہ کے واقعات میں سوائے ایک اس نوٹس کے جو مجھے دیا گیا تھا ہوتا رہا ہے کسی ایک معاملہ میں بھی حکومت پنجاب نے ہمارے علم میں کوئی کارروائی نہیں کی۔ ممکن ہے کوئی دخل دیا گیا ہو مگر ہمارے علم میں نہیں اِس وجہ سے قدرتی طور پر جماعت میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ شاید اوپر کے افسر بھی ہمارے مخالف ہیں یا انہیں دھوکا دیا گیا ہے یہ تو ہم نہیں مان سکتے کہ وہ عملاً ایسا کر رہے ہوں کیونکہ انگریز افسروں کو احرار اور احمدیوں کے جھگڑوں سے کیا تعلق ہوسکتا ہے۔ ہندوستانی افسروں کو تو مذہبی طور پر یا قومی طور پر یا دوستوں کے لحاظ کی وجہ سے کسی کی رعایت ہوسکتی ہے مگر انگریزوں کے متعلق اس کے سوائے کچھ نہیں سمجھا جا سکتا کہ انہیں دھوکا دیا گیا ہو مگر ان کی طرف سے خاموشی کی وجہ سے قدرتی طور پر جماعت کے دوست پریشان ہوتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ ممکن ہے بعض طبائع میں غصہ بھی پیدا ہوتا ہو اور ان خطوط سے جو مجھے چاروں طرف سے موصول ہوتے رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں بعض طبائع میں غصہ پیدا ہوتا ہے مگر پھر جب عقل کہتی ہے کہ انگریز افسروں کو ان جھگڑوں سے کیا واسطہ ہوسکتا ہے اور ان کا کیا دخل ہوسکتا ہے تو پھر خیال آ جاتا ہے کہ اب کوئی موقع ہؤا تو پھر دیکھیں گے یہ ایک لمبا سلسلہ چلا جا رہا ہے اور اس بات کا محتاج ہے کہ اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر دوں۔

مگر پیشتر اس کے کہ میں ایسا کروں میں ایک تازہ واقعہ کا اظہار کرتا ہوں جو پچھلے تمام حالات اور واقعات سے بہت زیادہ سنگین اور بہت زیادہ خطرناک ہے یہاں کے چند طلباء نے مل کر ایک سوسائٹی مذہبی تقریروں کی مشق کے لئے بنائی ہوئی ہے میں نے اس کے کاغذات منگوا کر دیکھے ہیں وہ ہمیشہ صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفاتِ مسیح علیہ السلام پر تقریریں کرتے ہیں باقی اس کے علاوہ نظم یا کبھی کوئی چٹکلہ ہوگیا تو ہوگیا ورنہ تقریریں سب انہی دو موضوع پر ہوتی ہیں۔ یہ مجلس کئی ماہ سے قائم ہے اور اس کی کئی میٹنگیں ہو چکی ہیں اس کے تمام ممبر طالب علم ہیں جو ۱۰ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے ہیں۔ کل ممبر ۲۷ ہیں مولوی غلام احمد متعلم جامعہ احمدیہ اس کے صدر ہیں اور اس کے ممبروں کی

فہرست حسب ذیل ہے۔

۱۔ غلام احمد متعلم جامعہ احمدیہ صدر
۲۔ مولوی محمد احمد ۱۸ سال ہفتم احمدیہ سکول
۳۔ صوفی محمود احمد ۱۶ سال نہم ہائی سکول
۴۔ صلاح الدین ۱۵ سال نہم ہائی سکول
۵۔ سلطان احمد ۱۶ سال ہشتم ہائی سکول
۶۔ مولوی برکات احمد ۱۷ سال نہم ہائی سکول
۷۔ مبارک احمد ۱۴ سال ہشتم ہائی سکول
۸۔ محمد صادق ۱۶ سال نہم ہائی سکول
۹۔ شریف احمد ۱۳ سال ہشتم ہائی سکول
۱۰۔ محمد عثمان ۱۲ سال ہفتم ہائی سکول
۱۱۔ مولوی نور الحق ۱۸ سال ششم احمدیہ سکول
۱۲۔ حافظ مسعود احمد ۱۲ سال ہفتم ہائی سکول
۱۳۔ جلال الدین ۱۱ سال ششم ہائی سکول
۱۴۔ عبدالحئی ۱۵ سال نہم ہائی سکول
۱۵۔ عبدالقیوم ۱۰ سال ششم ہائی سکول
۱۶۔ محمد اکرم ۱۵ سال ہفتم ہائی سکول
۱۷۔ بشارت الرحمٰن ۱۴ سال ہشتم ہائی سکول
۱۸۔ مبشر احمد ۱۰ سال ششم ہائی سکول
۱۹۔ حلیم احمد ۱۷ سال ہفتم ہائی سکول
۲۰۔ عبدالرؤوف ۱۲ سال ششم ہائی سکول
۲۱۔ فضل حق ۱۳ سال دوئم احمدیہ سکول
۲۲۔ محمد علی ۱۷ سال ہفتم ہائی سکول

۲۳۔ بشیر علی ۱۶ سال نہم ہائی سکول
۲۴۔ عبدالرشید ۱۵ سال پنجم احمدیہ سکول
۲۵۔ منور حسین ۱۵ سال ششم ہائی سکول
۲۶۔ بشارت احمد ۱۱ سال پنجم ہائی سکول
۲۷۔ ہادی ۱۱ سال چہارم ہائی سکول
۲۸۔ محمد یعقوب کوکب سیکرٹری

یہ ۲۷ لڑکے علاوہ سیکرٹری کے ہیں گویا کُل مل کر ۲۸ ہو گئے اور انہوں نے ایک انجمن حزبُ اللہ بنائی ہوئی ہے جس میں وفاتِ مسیح علیہ السلام اور صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریریں ہوتی ہیں۔ یہ ممبر سب چھوٹے بچے ہیں جو اور انجمنوں میں جا کر تقریریں کرنے سے شرماتے ہیں جیسا کہ چھوٹے بچے ہمیشہ شرمایا ہی کرتے ہیں۔ پرسوں ان کا اجلاس تھا سیکرٹری کا بیان ہے کہ پہلے ایک پولیس انسپکٹر یا سب انسپکٹر وہاں پہنچے اور کہا کہ ہمیں اندر آنے کی اجازت دی جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہاں تو چھوٹے چھوٹے بچے تقریریں کریں گے وہ تو اپنے رشتہ داروں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے بھی شرماتے ہیں اور اسی وجہ سے الگ ایک مکان میں ہم جلسہ کرتے ہیں اگر پولیس کے لوگ وردیاں پہن کر آ گئے تو ان کے تو ہوش اُڑ جائیں گے۔ سب کے سب طالب علم ہوتے ہیں ہاں کبھی کسی مدرّس کو صدر بنا لیتے ہیں آپ کے آنے پر لازمی بات ہے کہ ان سے بولا نہیں جائے گا۔ اس پر انہوں نے ایک حکم نکال کر دکھایا کہ یہ سرکاری حکم ہے۔ سیکرٹری کہتا ہے کہ اس پر مَیں نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے محلّہ کے پریذیڈنٹ سے کہیں اگر انہوں نے کہا تو ہم اجازت دے دیں گے چنانچہ وہ صدر کے پاس گئے اور حکم ان کو دکھایا یہ حکم مجسٹریٹ علاقہ کی طرف سے تھا اور اسی ایکٹ کے ماتحت جس کی preamble میں لکھا ہے کہ حکومت کا تختہ اُلٹ دینے کے لئے جو انجمنیں بنائی جاتی ہیں یہ ان میں دخل دینے کے لئے ہے اور ظاہر ہے کہ دس سال کی عمر کے بچوں پر جو اپنے بھائیوں سے بھی تقریریں کرتے ہوئے شرماتے ہوں باوردی پولیس اور نمبردار پٹواریوں کو لے جانا اور اس کے لئے کریمینل لاء ایمنڈمنٹ ایکٹ کو استعمال کرنا حکومتِ برطانیہ کی ڈیڑھ دوسَو سالہ حکومت میں شاید پہلا واقعہ ہے۔ یہ جلسہ چند ایک بچوں کا تھا جس میں وفاتِ مسیح علیہ السلام اور صداقتِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام پر تقریریں ہونے والی تھیں اس پر ۱۲ آدمی جن میں کئی پولیس کے افسر اور نمبردار وغیرہ کو شہادت کے لئے لے جانا کہ دیکھیں احمدی بچے صداقتِ مسیح موعود پر لیکچر دے کر حکومت کو اُلٹنے کے لئے کیا پروگرام بناتے ہیں یا وفاتِ مسیح کی تقریریں کرتے ہوئے حکومت کے خلاف کیا کارروائیاں کرتے ہیں، ایک ایسا غیر منصفانہ فعل ہے جس کے متعلق میں جذبات کا اظہار نہیں کرسکتا۔ پہلے میں صرف اس کا ذکر کر کے اسے حکومت تک پہنچاتا ہوں کہ یہ ایک پرائیویٹ میٹنگ تھی جس میں صرف ممبر بُلائے گئے تھے اور صرف نوٹس ملنے کے بعد دس بارہ لڑکے طالبِ علم ڈر کی وجہ سے سیکرٹری نے بلوا لئے تھے حکومت بتائے کہ کیا کبھی احرار کی کسی میٹنگ کے متعلق بھی ایسا کیا گیا ہے۔لڑکوں کو جو سوجھتی ہے عجیب سوجھتی ہے جب پولیس گئی تو کئی بچے تو ڈر کر بھاگ گئے دوسروں نے کہا کہ جب ہم اپنے رشتہ داروں کے سامنے تقریریں نہیں کر سکتے تو ان لوگوں کے سامنے کس طرح کر سکتے ہیں اور انہوں نے تقریر کرنے سے انکار کر دیا۔اس پر بچوں نے جو کیا وہ نہیں کرنا چاہئے تھا مگر بچے تھے مَیں کیا کہوں۔ان کو چاہئے تھا کہ اُسی وقت کھڑے ہو جاتے اور پروٹسٹ (protest) کے طور پر ریزولیوشن پاس کر کے جلسہ ختم کر دیتے کہ اس طرح بچوں کو ستایا جاتا اور ان کی مشقی تعلیم کو روکا جاتا ہے ہم اس کے خلاف پروٹسٹ کر کے جلسہ کو برخاست کرتے ہیں لیکن بچے جہاں بے وقوف اور بے سمجھ ہوتے ہیں وہاں ذہین بھی کمال کے ہوتے ہیں اور جب دِق کرنے پر آئیں تو بہت سخت دِق کرتے ہیں پس انہوں نے جو کچھ کیا اس کے لئے مَیں ان کی ذہانت کی تو داد دیتا ہوں مگر پسند نہیں کرتا۔انہوں نے بعض بڑی جماعت کے طلباء کو بلا کر کھڑا کر دیا کہ عربی میں تقریریں کریں اب عربی میں تقریریں ہو رہی ہیں اور بیچارے پولیس والے بیٹھے ہیں۔ پولیس کے علاوہ اِردگرد کے دیہات کے نمبردار تھے وہ بھلا کیا سمجھیں جو اردو کی تقریروں کو بھی نہ سمجھ سکیں وہ عربی تقریر کو کیا سمجھ سکتے۔میرے نزدیک طلباء کا یہ طریق تھا تو غلط کیونکہ پولیس والوں کو شرارت کا موقع مل سکتا تھا۔جو پولیس کے آدمی وہاں بھیجے گئے اُن کو مَیں جانتا تو نہیں ہاں ایک کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ وہ سلسلہ کا شدید دشمن ہے اور ہمارے متعلق اس کی رپورٹیں اکثر غلط ہوتی ہیں بہرحال پولیس کے جو آدمی گئے ان کا تو کوئی قصور نہ تھا وہ مجسٹریٹ کے حکم کے پابند تھے اس لئے میں ان کو بیچارہ ہی کہتا ہوں وہ بیچارے بھی وہاں حیران بیٹھے ہوں گے کہ ہم کہاں پھنس گئے۔ بہرحال ان میں سے کوئی شریر یہ کہہ سکتا تھا کہ وہاں اتنی گالیاں دی گئی ہیں کہ ہم

بیان بھی نہیں کر سکتے اور برداشت بھی نہیں کر سکتے تھے بجائے اس کے کہ جا کر کہتے تقریریں عربی میں تھیں اس لئے سمجھ نہ سکے وہ شرارت بھی کر سکتے تھے کہ زبانوں میں تو فرق ہوتا ہی ہے اور ایک زبان کے بعض اچھے بھلے لفظوں کا دوسری زبان میں جا کر مفہوم بدل جاتا ہے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے کہ کسی نے دوسرے سے خط لکھ دینے کے لئے کہا وہ صرف ہندی جانتا تھا اس لئے اس نے کہا میں ہندی میں خط لکھ دیتا ہوں لکھوانے والے نے پنجابی میں لکھوایا کہ قطب الدین گھر دی کڑیاں وچ کے اجمیر گیا اب ہندی میں ق تو ہوتا نہیں نہ ہی ط ہوتی ہے اس لئے ہندی میں لکھا ہوا خط جب منزلِ مقصود پر پہنچا اور خط والے نے کسی ہندی دان سے خط پڑھوایا تو اُس نے یوں پڑھا کتّا بے دین گھر دی کُڑیاں وچ کے اَج مر گیا۔ اس لئے ممکن تھا کہ عربی کے بعض الفاظ کو وہ خواہ مخواہ گالیاں بنا کر پیش کر دیتے اس لئے ان طلباء کا لطیفہ تو قابلِ داد ہے میں ان کی ذہانت کی داد دیتا ہوں مگر سمجھ کی داد نہیں دے سکتا ان کو چاہیئے تھا کہ وہ پروٹسٹ کرتے اور ریزولیوشن پاس کر کے جلسہ کو بند کر دیتے۔ اگر حکومت چاہتی ہے کہ ہمارے بچے مذہبی تعلیم حاصل نہ کریں تو وہ نہ کریں گے ہم ان کو تعلیم کے لئے دوسرے ملکوں میں بھیج دیں گے۔ فارسی میں ضرب المثل ہے کہ ''پائے گدا لنگ نیست ملکِ خدا تنگ نیست'' اگر حکومت کہتی ہے کہ مذہبی تعلیم نہ دو تو ہم اِس ملک کو چھوڑ جائیں گے۔ جس کے پاس زور ہو وہ تو ڈرا لیتا ہے اور رُعب دے لیتا ہے مگر جس کے پاس طاقت نہ ہو وہ یہی کہہ سکتا ہے کہ اچھا تجھ سے اللہ تعالیٰ سمجھے ہم جاتے ہیں اگر اس ایکٹ کو اسی طرح استعمال کیا جانے لگا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم تمام مدرسے بند کر کے اور مکانوں کو مقفّل کر کے قادیان سے نکل جائیں اور لاہور یا کسی اور جگہ جا رہیں۔ بہرحال طلباء کو چاہیئے تھا کہ ریزولیوشن پاس کر کے حکومت کو بھیج دیتے اگر تو وہ توجہ کرتی تو فَبِهَا اور اگر گزشتہ سلوک کی طرح کوئی توجہ نہ کرتی اور جلسے بند کرنے کی ہدایت کرتی تو کر دیتے۔ میں خوش ہوں گا اگر حکومت بتائے کہ احرار کی کسی میٹنگ پر بھی اس کی طرف سے کبھی اس ایکٹ کو استعمال کیا گیا ہے حالانکہ وہ عَلَی الْاِعْلَان کہتے ہیں کہ ہم حکومت کو تباہ کر دیں گے ہم تو کہتے ہیں کہ ہم حکومت کے وفادار اور قانون کے پابند ہیں اور احرار کا دعویٰ ہے کہ ہم مصلحتاً قانون کو مانتے ہیں ورنہ ہمارا مقصد یہی ہے کہ جب موقع ملے حکومت کو تباہ کر دیں۔ یہ ایکٹ جن لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا گو احرار کا عمل اس وقت نہیں مگر قول ان کے مطابق ہے مگر ہمارا نہ یہ قول ہے اور نہ عمل۔ پس جو شخص ہمارے بچوں پر

اس لئے کہ وہ وفاتِ مسیح اور صداقتِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریریں کرتے ہیں یہ ایکٹ لگاتا ہے میں نہیں سمجھتا اس نے اپنی ذمّہ داری کو ادا کیا۔ میرے نزدیک قانون کا منشاء ہرگز یہ نہیں۔ جب ہم نے یعنی ہمارے نمائندوں نے اس کی تائید میں ووٹ دیئے تو یقیناً یہ سمجھ کر نہیں دیئے تھے کہ اس کا استعمال اس طرح کیا جائے گا اور جب حکومت نے ووٹ مانگے تو اس لئے نہیں مانگے تھے کہ اس طرح اس کا استعمال کیا جا سکے اگر حکومت اُس وقت بتا دیتی کہ اس ایکٹ کا استعمال بچوں کی ایسی مجالس پر کیا جائے گا جن میں وفاتِ مسیح اور صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریریں کی جاتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں گو بزدل ممبر بھی ہوتے ہیں مگر کوئی ہندوستانی ممبر ایسا بے غیرت نہ ہوتا کہ اس کے حق میں ووٹ دے دیتا اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں حکومت کے کسی رُکن کے اپنے ذہن میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس کا استعمال اس طرح کیا جائے گا اور نہ ہی اب حکومتِ پنجاب یا حکومتِ ہند کے کسی رُکن کے ذہن میں یہ بات ہو سکتی ہے کہ اس کا اس طرح استعمال کیا جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ انگلستان کی پانچ کروڑ آبادی میں سے ایک فرد بھی اسے جائز سمجھنے والا نہ ہوگا بلکہ انسانیت کی نیکی اور اس کے جوہر کو مدّنظر رکھتے ہوئے میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ دنیا بھر کے شرفاء میں سے کسی ایک کو بھی کبھی یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ اس کا یہ استعمال صحیح ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس ایکٹ کو اس جگہ استعمال کرنے والے نے اسے کس طرح استعمال کیا ممکن ہے اسے دھوکا دیا گیا ہو یا ڈرایا گیا ہو کیونکہ میں یہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ اس نے اس ایکٹ کا اس طرح استعمال درست سمجھ کر کیا لیکن اگر واقعی اس نے صحیح سمجھ کر کیا ہو تو میں سوائے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ[2] کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ جب یہ امر واقعہ ہے کہ احرار کی پرائیویٹ میٹنگوں اور کانگرس کی میٹنگوں پر اس ایکٹ کا اس طرح استعمال نہیں کیا جاتا حالانکہ وہ کھلے بندوں حکومت کی مخالفت کرتے ہیں تو پھر جماعت احمدیہ جو وفادار جماعت ہے اور جو حکومت کی خاطر بیش بہا قربانیاں کر چکی ہے اس کے بچوں کی ایک مذہبی میٹنگ پر اس ایکٹ کے استعمال کئے جانے کا علم ہونے کے بعد بھی اگر حکومت یہ کہے کہ یہ ٹھیک کیا گیا ہے تو میں سمجھوں گا حکومت کا مطلب یہ ہے کہ احمدی قادیان چھوڑ کر چلے جائیں ہم جائیں یا نہ جائیں یہ علیحدہ بات ہے یہ ہمارا کام ہے کہ دیکھیں جانا چاہئے یا نہیں لیکن ابھی تک مجھے یقین نہیں کہ حکومت کو اس کارروائی کا علم ہو۔ ہاں اب اس خطبہ کے ذریعہ اسے علم ہو جائے گا اور ہم دیکھیں گے وہ کیا ایکشن لیتی ہے۔ ایسا

مجسٹریٹ جو چھوٹے چھوٹے بچوں کی ایک بے ضرر مذہبی مجلس پر باغیانہ ایکٹ لگاتا ہے اُس نے خواہ عمداً ایسا کیا ہو یا اَنجان ہونے کی وجہ سے وہ شدید ترین سزا کا مستحق ہے اور ہم گورنمنٹ کے انصاف سے، برطانوی انصاف سے، برطانوی عدل سے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ ہمیشہ مظلوم کی تائید کرتا ہے حتّٰی کہ انگریزی محاورہ ہے کہ انگریز انڈر ڈاگ (Under Dog) کی مدد کرتا ہے یعنی اگر دو کتّے بھی لڑ رہے ہوں تو انگریز اُس کی مدد کرتا ہے جو مظلوم ہو۔ میں اس روایتی انصاف سے اپیل کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ اگر حکام ہمیں انسانیت سے خارج سمجھتے ہیں تب بھی ان کا فرض ہے کہ ہم پر اِس قسم کے ظلم کو روکیں اور میں اس خطبہ کے ذریعہ حکومت پر حجّت پوری کرتا ہوں۔ میں نے مؤدّب اور نرم الفاظ میں حکومت کو توجہ دلا دی ہے اور یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ کوئی یہ نہ سمجھے میں دھمکی دے رہا ہوں۔ ہمارا اصول وفاداری ہے اور ہم وفاداری کریں گے۔ اگر حکومت یہ کہے کہ ہم اپنے مدرسے بند کر دیں تو کر دیں گے، اگر وہ کہے قادیان کو چھوڑ دو تو ہم چھوڑ کر چلے جائیں گے، اگر وہ کہے کہ مذہبی تعلیم نہ دو تو ہم ایسا حکم دینے والے صوبہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے صوبہ میں چلے جائیں گے جہاں احمدیوں کے لئے آزادی ہو۔ غرضیکہ وہ کوئی حکم دے کر دیکھ لے ہم اس کی پابندی کریں گے یہ ہمارا اصول ہے مگر برطانوی انصاف سے مَیں یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس قسم کے ہاتھوں کو روکے جو صریح ظلم ہم پر کر رہے ہیں۔ چاہے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم کمزور ہیں، چاہے یہ سمجھا جائے ہمارا مذہبی اصول ہے بہر حال یہ ہمارا اصول ہے اور اسے ہم مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں کوئی مخالف کہدے کہ ڈر کر کرتے ہیں تو اُس کی مرضی مگر امرِ واقعہ یہی ہے کہ ہم قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور ہمارا اصول یہی ہے کہ قانون کی پابندی کریں گے۔ خواہ وہ دفعہ ۱۴۴ ہو یا کریمنل لاء ایمنڈمنٹ ایکٹ (Criminal Law Amendment Act) یہاں بِلا وجہ دفعہ ۱۴۴ لگائی گئی اور احمدی وکلاء نے مجھے بار بار کہا کہ یہ ناجائز اور غلط ہے۔ آپ کسی کو اس کی خلاف ورزی کے لئے نہ کہیں مگر روکیں بھی نہیں۔ نیشنل لیگ ایک جلسہ کرے اور پولیس چالان کرے ہم ذمّہ وار ہیں کہ یہ حکم غلط ثابت ہوگا اور جلسہ کرنے والے بَری کئے جائیں گے۔ اس صورت میں واقعات پر بھی بحث ہو سکے گی اور سب اندرونی کاغذات حکومت کو ظاہر کرنے پڑیں گے مگر میں نے اس کی اجازت نہیں دی کہ ہم قانون توڑ کر اپنی قدیم روایات کے خلاف جائیں حالانکہ یہ صرف Test case ہوتا اور Test case قانون شکنی

نہیں کہلا سکتا اس قسم کا مقدمہ جن لوگوں پر ہوا اُن سے عدالتیں بھی نرمی کا سلوک کیا کرتی ہیں تو مجھے یہ مشورہ دیا گیا کہ میں کسی کو جلسہ کرنے سے نہ روکوں مگر میں نے اسے پسند نہیں کیا کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ ہم رسمی طور پر بھی یہ الزام لیں بلکہ ہمارے آدمی تو اس قدر ڈرگئو ہیں کہ دفعہ ۱۴۴ کے دَوران میں ایک واقعہ ہؤا جس کے کاغذات مجھے اس کے بعد دیکھنے کا اتفاق ہؤا۔ قادیان کے مختلف محلوں کے پریذیڈنٹوں نے ایک مجلس کی کہ خلیفۃ المسیح کے پہرہ کا انتظام کس طرح کیا جائے؟ ایک محلّہ کے پریذیڈنٹ کو جب اس میں شامل ہونے کے لئے لکھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ چونکہ دفعہ ۱۴۴ لگی ہوئی ہے اس لئے میں اس میں شامل نہیں ہوسکتا حالانکہ اس دفعہ کی رو سے بھی پرائیویٹ جلسوں کی ممانعت نہیں تھی اور نہیں ہوسکتی تو ہمارے آدمی تو قانون کے اس قدر پابند ہیں کہ اس دفعہ کے نفاذ کے بعد انہوں نے جلسوں کو سؤر کی طرح سمجھ لیا اور جن جلسوں کو حکومت نے ناجائز نہیں کہا تھا ان کو بھی ناجائز سمجھ لیا پس جو جماعت قانون کی اس قدر پابند ہو اُس کے متعلق افسروں کو اس قدر وسیع اختیارات دے دینا کہ وہ بچوں کی مذہبی مجالس پر بھی باغیانہ ایکٹ لگا دیں یہ نہ ایکٹ بنانے والوں کا منشاء تھا اور نہ حکومت کا۔ اگر حکومت یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ ہم کہاں تک قانون کی پابندی کرتے ہیں اور وہ Test کرنا چاہتی ہے تو بے شک کرتی جائے وہ کبھی نہیں دیکھے گی کہ ہم قانون شکنی کریں لیکن میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ Test حکومت کو مہنگا پڑے گا۔ حکومت ضلع گورداسپور کے افسروں کا نام نہیں، حکومت پنجاب کا نام نہیں، حکومت ہند کا نام نہیں بلکہ تمام سلطنتِ برطانیہ کا نام ہے اب اگر یہ باتیں تمام سلطنت میں پھیلیں کہ چھوٹے چھوٹے طالب علموں کی مذہبی میٹنگ پر کریمنل لاء ایمنڈمنٹ ایکٹ کا استعمال کرکے ایک درجن پولیس کے آدمی وہاں تعینات کردیئے گئے تو تمام دنیا اسے ٹیررازم (Terrorism) سمجھے گی۔ اسے ڈراوا اور دھمکی خیال کرے گی لندن کی پولیس نے ایک دفعہ ایک عورت کو بطور گواہ طلب کیا اس پر دو تین گھنٹے جرح کرتی رہی اس پر تمام انگلستان میں ایک شور مچ گیا کہ ایک عورت کو اِس قدر پریشان کیا گیا ہے اور ایک مشہور جرنیل کو جو سارے انگلستان میں معزز تھا استعفیٰ دینا پڑا۔ اگر دنیا کو یہ معلوم ہو کہ ضلع گورداسپور کے حکام دس سال کی عمر کے بچوں پر جو مذہبی لیکچروں کی مشق اپنے گھروں میں کرتے ہیں پولیس کی گارد متعیّن کردیتے ہیں کہ ان کی باتوں کو نوٹ کریں اور نوٹ کرنے کے لئے آدمی بھیجنے کے یہی معنی ہوسکتے ہیں کہ ان باتوں کو قابلِ اعتراض خیال کیا جاتا ہے تو یہ ایک ایسی بات

ہے کہ جہاں جہاں پہنچے گی دنیا اسے ٹیررازم سے تعبیر کرنے پر مجبور ہوگی۔ بچے کا دل ہی کتنا ہوتا ہے اسے ماں باپ ہی ذرا جھڑک دیں تو اس کا پیشاب نکل جاتا ہے ایسے چھوٹے بچے جن کا ماں باپ کی جھڑک سے پیشاب خطا ہو جاتا ہے اُن پر ۱۲ پولیس والوں کی گارد لگا دینا کتنا بڑا ظلم ہے۔ ذرا غور کرو ان بیچاروں کا کیا حال ہوا ہوگا۔ چھوڑ دو حکومت کے سوال کو، چھوڑ دو قانون کے سوال کو، خالی انسانیت کو لے لو تو ماننا پڑے گا کہ یہ بہت بڑی سختی ہے مگر میں برطانوی انصاف سے مایوس نہیں ہوں۔ اگرچہ میرا تجربہ یہی ہے کہ سوائے اس نوٹس والے معاملہ کے جو مجھے دیا گیا حکومت نے اور کسی واقعہ میں ہماری دِلجوئی نہیں کی مگر پھر بھی میں مایوس نہیں۔ اب بھی میرا یہی خیال ہے کہ انگریزوں میں اچھے آدمی ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ ایک نہ ایک دن ان کا برطانوی انصاف انہیں مجبور کر دے گا کہ پرسٹیج (Prestige) کے اصول کو بھول کر انصاف قائم کریں اور جو ظلم ان کے نام پر کیا جارہا ہے اس سے اپنی برأت کریں اور اپنے عمل سے بتا دیں کہ وہ اس میں شریک نہیں ہیں۔ اس واسطے میں نے بجائے خاموش رہنے کے حکومت تک اس واقعہ کو پہنچا دینا مناسب سمجھا۔ انسان خاموش اُس وقت ہوتا ہے جب وہ سمجھتا ہے کہ کچھ بنتا نہیں مگر میں خاموش نہیں رہا اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ اس قدر واضح ہے کہ اس پر ضرور نوٹس لیا جائے گا لیکن اگر اس پر کوئی ایکشن نہ لیا گیا اور اس مجسٹریٹ کو سزا نہ دی گئی تو پھر میں سمجھ لوں گا کہ شور مچانا فضول ہے اور اس کے بعد غالباً خاموش ہو جاؤں گا خواہ کچھ ہوتا رہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور تو اپیل دائر کر ہی چکے ہیں اب جو ہوگا سہتے رہیں گے دنیا میں لوگوں پر سختیاں بھی ہوتی ہیں اور نرمیاں بھی۔ جب اللہ تعالیٰ پر ہمارا توکّل ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ سب بادشاہوں، وائسرائیوں اور گورنروں کے دل اسی کے قبضے میں ہیں تو یقین رکھنا چاہئے کہ وہ خود سے ہی فیصلہ کر دے گا۔ معلوم ہوتا ہے حکومتِ پنجاب کے افسر غلط فہمی میں مبتلاء ہیں اور انہیں معلوم نہیں کہ ضلع گورداسپور کے بعض حکام دشمنی اور بے انصافی اور ظلم کی وجہ سے ہمیں تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ ابھی تک وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ حکام انصاف کرتے ہیں اور ہم شورش کر رہے ہیں اس لئے جس قدر مؤدب الفاظ میں ممکن تھا اور جس قدر نرم الفاظ میں بات کہی جا سکتی تھی میں نے کہہ دی ہے اس لئے مجھ سے کسی کو یہ شکوہ نہیں ہو سکتا کہ میں نے سخت کلامی کی ہے اور اسے یا اس کے افسروں کو بُرا بھلا کہا ہے باقی یہ واقعہ اپنی ذات میں اس قسم کا ہے کہ دنیا کی کسی اور قوم سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اس

پر ان الفاظ میں اظہارِ خیال کرے گی جن میں مَیں نے کہا ہے ۔میں نے مجسٹریٹ سے بھی الزام دور کرنے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ شاید اُسے غلط فہمی ہوئی ہو۔اس کے بعد میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنی اصلاح کریں خدا تعالیٰ چاہتا ہے ہماری اصلاح ہو۔تم دنیا کی طرف نگاہیں اُٹھانا چھوڑ دو میں نے بے شک حکومت سے اپیل کی ہے مگر اس لئے نہیں کہ اس کے ساتھ میری امیدیں وابستہ ہیں بلکہ صرف اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں شریف انسان پر جب حق کھل جائے تو وہ ظلم کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے اور پولیٹیکل قوموں میں سے انگریز خصوصیت کے ساتھ ظلم کو برداشت نہیں کرسکتا اس لئے میں نے تو توجہ دلا دی ہے مگر میری سب امیدیں اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہیں ۔حاکم اگر انصاف نہ کریں تب بھی مجھے یقین ہے کہ ہمارے ساتھ انصاف ضرور ہوگا ۔ہاں اگر حاکم کریں گے تو وہ مظلوم کی مدد کے ثواب میں شریک ہوں گے اس لئے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی امید گاہ صرف اللہ تعالیٰ کو بناؤ اپنے اندر نیکی اور تقویٰ پیدا کرو خدا تعالیٰ توحید سکھاتا ہے اور تم بھی روز لَا اِلٰہَ کہتے ہو مگر یہ آسان کام نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے کہ جو منگے سو مر رہے جو مرے سو منگن جائے ۔یہ کسی پُرانے بزرگ کا قول ہے یعنی جو مانگتا ہے وہ مر جاتا ہے اور مرے بغیر کوئی مانگنے کے لئے نہیں جاسکتا آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک انسان مرے نہیں اللہ تعالیٰ کے پاس بھی اس کی دعا قبول نہیں ہوسکتی اسی طرح توحید بھی ایسا مسئلہ ہے کہ موت کے بغیر قائم نہیں ہوسکتا ۔زید جو دعا کرتا ہے جب تک اس کا اپنا وجود موجود ہے وہ موحدّ نہیں کہلا سکتا ۔تمہارا دعا کرنا ہی ثابت کرتا ہے کہ تم مشرک ہو اگر تم نے کامل توحید کو پالیا ہوتا تو ''مَیں'' کہاں رہ سکتی تھی جب تک مانگنے والا اور جس سے مانگنا ہے ایک نہیں ہو جاتے اُس وقت تک توحید قائم نہیں ہوسکتی ۔پس نفس کو مارو کہ یہ ''مَیں'' مٹ جائے ۔تم کہو گے کہ یہ کیسی جہالت کی تعلیم ہے خدا تعالیٰ نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے، رسول کریم ﷺ نے تاکید کی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر زور دیتے رہے جو امام الزمان تھے مگر میں کہوں گا کہ تم نے ان سب کے احکام کا مطلب ہی نہیں سمجھا ۔دعائیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ اے خدا! مجھے فلاں بات کی حاجت ہے مجھے دے ۔یہ شرک ہے دعا سے پہلا مقام موت ہے یعنی انسان اپنے آپ کو خدا کے آستانہ پر گرا دے اور کہے کہ اے خدا! میں راضی ہوں جہاں تو رکھنا چاہے وہیں رہنا پسند کروں گا اگر تو مارنا چاہتا ہے تو مروں گا، اگر غرق کرنا چاہتا ہے تو غرق ہونا ہی منظور ہے، میں اپنی طرف سے تجھ

سے کچھ نہیں مانگوں گا تب اسے خدا کی آواز آئے گی کہ تو مر گیا اب میں تجھے زندہ کرتا ہوں اور کہتا ہوں مجھ سے مانگ اور وہ جو کہا گیا ہے کہ دعا مانگو وہ اس مقام کے بعد کہا گیا ہے۔تم جو دعائیں مانگتے ہو ان کے متعلق خیال کرتے ہو کہ فلاں قبول نہیں ہوئی حالانکہ اگر خدا کے کہنے کے مطابق دعا مانگتے تو قبول یا عدمِ قبول کا سوال ہی تمہارے لئے پیدا نہ ہوسکتا۔ جب تم شکوہ کرتے ہو کہ فلاں دعا ہماری قبول نہیں ہوئی تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ تم اپنے وجود کو قائم سمجھتے ہو حالانکہ اگر خدا کے کہنے پر دعا مانگی جائے تو قبول نہ ہونے کا شکوہ کیسا۔کوئی شخص کہتا ہے الٰہی! میرے گھر بیٹا ہو اور اگر وہ یہ دعا خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے کرتا ہے تو نہ ہونے کی صورت میں اسے کیا۔اور اگر اپنے لئے دعا مانگتا ہے تو توحید کہاں ہوئی۔قرآن کریم نے دعا سکھائی ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ [۳] اور جو شخص اس دعا کے مطابق بیٹا مانگتا ہے یہ سوال اس کے لئے پیدا ہی نہیں ہوسکتا کہ قبول ہوئی یا نہیں ہوئی۔مگر تم جو دعائیں کرتے ہو وہ سودا کرتے ہو اور سودا غیر سے ہوتا ہے اس صورت میں توحید باقی نہیں رہ سکتی ایک بزرگ کا واقعہ میں نے کئی دفعہ سنایا ہے کہ ان کا ایک مرید ان کے پاس آیا وہ بزرگ تہجد کے وقت اُٹھے اور دعا میں مشغول ہوگئے انہیں الہام ہوا جو مرید نے بھی سنا کہ تو بے شک کتے کی طرح بھونکتا رہ تیری دعا نہیں سنی جائے گی۔مرید نے دل میں کہا کہ یہ اچھے پیر ہیں جنہیں ایسی ڈانٹ پڑی ہے لیکن ادب تھا خاموش رہا، دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا مرید نے کہا یہ عجیب آدمی ہے کوئی بھلا مانس ہوتا تو دوبارہ نام نہ لیتا، تیسرے دن پھر دعا کرنے کے لئے اُٹھے تو مرید نے پکڑ لیا کہ کچھ شرم کرو جانے بھی دو دو روز سے ایسی جھاڑ پڑتی ہے اور پھر آج وہی کام کرنے لگے ہو۔پیر صاحب نے کہا کہ تم جا کر آرام سے بیٹھو تم دو دن میں ہی گھبرا گئے اور میں بیس سال سے یہ آواز سن رہا ہوں اور نہیں گھبرایا۔اُس دن انہوں نے پھر دعا کی اور الہام ہوا کہ جا ہم نے تیری بیس سال کی سب دعائیں سن لیں کیونکہ تو امتحان میں پکّا نکلا۔مرید نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ پیر نے کہا خدا نے تجھے تیرا ایمان اور مجھے میرا ایمان بتا دیا ہے۔خدا نے مجھے مانگنے کو کہا ہے اس لئے میں مانگتا ہوں، میں بندہ ہوں میرا کام مانگنا ہے وہ آقا ہے اُس کا کام ماننا یا نہ ماننا ہے یہ توحید والی دعا تھی جو اِس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا سنتا ہے یا نہیں بلکہ اس لئے کی جاتی ہے کہ خدا کا حکم ہے پس توحیدِ کامل سیکھو اور اللہ تعالیٰ سے کامل امید رکھو، بندوں سے تمام امیدوں کو توڑ دو یہ یقین رکھو کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو نیکی اور شرافت دی ہے

وہ آخر غالب آتی ہے۔ دیکھو! دنیا میں سب کچھ تھا قرآن ، حدیث ، مسلمان اور پھر ان میں صوفی ، اہلِ حدیث ، اہلِ قرآن سب موجود تھے ظاہری بادشاہ ، امیر ، فقیر سب موجود تھے تاجر ، سیاست دان ، مدبّر سب یہاں بستے تھے پھر وہ کونسی چیز تھی جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث کئے گئے دنیا میں سب کچھ تھا مگر توحید نہ تھی اللہ تعالیٰ نے تم کو کھڑا کیا اسی لئے کہ تم توحید خالص دنیا میں قائم کرو۔ پس خدا کو ایک سمجھو انسانوں کا رُعب دل سے نکال دو ، بندوں سے امیدیں منقطع کر دو اور خدا کے آگے گر جاؤ کہ وہی ہے جو دعائیں سنتا ہے یہ خیال بھی دل میں نہ لاؤ کہ خدا ہماری دعاؤں کو نہیں سنتا۔ وہ بادشاہ ہے اور کون ہے جو بادشاہ سے کہہ سکے کہ میری درخواست کیوں منظور نہیں کی گئی۔ بادشاہ تو بڑی چیز ہے کسی گورنر بلکہ ڈپٹی کمشنر اور تحصیلدار تک کا دامن کوئی نہیں پکڑ سکتا کہ میری درخواست منظور کیوں نہیں کی گئی پس تم ایسے کہاں کے تیس مار خاں ہو کہ خدا سے کسی دعا قبول نہ کرنے کا شکوہ کرتے ہو۔ وہ بادشاہ ہے جو چاہے سنے جو چاہے نہ سنے تمہارا کام مانگنا ہے سو تم مانگتے جاؤ۔ یہ تمہاری عبادت ہے اور جب تک یہ مقام حاصل نہ کرو تمہاری دعائیں نہیں سنی جائیں گی خدا تعالیٰ صرف موحدّ کی دعائیں سنتا ہے بے شک دعائیں کرتے کرتے دس بیس سو سال گزر جائیں بے شک موت تک تمہاری ایک دعا بھی نہ سنی جائے تب بھی تمہارا فرض ہے کہ خدا سے مانگتے جاؤ۔ لوگ آئیں اور روپیہ سے تمہارا دامن بھر جائیں ، آئیں اور تم سے علوم سیکھتے جائیں مگر خدا تمہاری ہر دعا کو ردّ کرتا جائے اور پھر بھی تم یہ سمجھو کہ جو کچھ مل رہا ہے یہ خدا ہی دے رہا ہے اور خوب یاد رکھو کہ موحدّ نہیں مرتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز نہ سن لے کہ میں نے تیری سن لی۔ مجھے اس پر یقین ہے اور ایسا یقین کہ لعنت کی وعید کے ساتھ قسم کھا سکتا ہوں کہ ملائکہ کی مجال نہیں کہ کسی موحدّ کی جان نکال لیں جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس کے کان میں یہ آواز نہ پڑے کہ مَیں نے تیری دعا سن لی ہے۔ سچے موحدّ کی موت پر تو عرش بھی کانپ اُٹھتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم موحدّ بنو اور توحید پر قائم ہو جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے خُذُوا التَّوْحِیْدَ خُذُوا التَّوْحِیْدَ یَا اَبْنَاءَ الْفَارِسْ [۴] اس میں اوّل آپ کی جسمانی اولاد مخاطب ہے اور پھر روحانی اور اس میں بتایا گیا ہے کہ توحید کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ پس تم نیکی اور تقویٰ اختیار کرو ، نیک نمونہ دکھاؤ مت ڈرو اس بات سے کہ کوئی کیا کہتا ہے صرف یہ دیکھو کہ خدا کیا کہتا ہے۔ اگر تم دنیا کے سامنے سچے اور خدا کے سامنے

جھوٹے ہو، دنیا کے سامنے امین اور خدا کے نزدیک چور ہو تو اِس صورت میں تمہارے اندر توحید کا ایک ذرّہ بھی نہیں ہوسکتا۔ پس اپنے نفسوں کو قربان کرو تا صرف خدا کی ذات باقی رہے تب تم حقیقی نور پاسکو گے۔ چھوڑ دو اِس خیال کو کہ افسر کیا کرتے ہیں خدا سے اپیل کرو اور اپنے کام میں لگ جاؤ۔ کتنا عرصہ ہؤا کہ مجھے خدا نے بتایا تھا کہ مشکلات اور مصائب آئیں گے مگر تم ''خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ''[4] ''خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ'' کہتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ اور میں وہی پیغام آپ لوگوں تک پہنچاتا ہوں تم اپنے نفسوں کی بھی اور دنیا کی بھی اصلاح میں لگے رہو کوئی مارے کوئی گالیاں دے لیکن تم یہ کہتے ہوئے اپنے کام میں لگے رہو کہ:

''ایں ہم اندر عاشقی غم ہائے بالائے دگر''

(الفضل ۱۲/اپریل ۱۹۳۵ء)

---

[1] الزمر: ۷ [2] البقرۃ: ۱۵۷ [3] الانبیاء: ۹۰

[4] تذکرہ صفحہ ۵۲۔ ایڈیشن چہارم